مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

امت محمدیہ کا امتیاز

امتِ اسلامیہ آخری دینی پیغام کی حامل ہے اور یہ پیغام اس کے تمام اعمال اور حرکات وسکنات پر حاوی ہے۔ اس کا منصب قیادت ورہنمائی اور دنیا کی نگرانی واحتساب کا منصب ہے۔ قرآن مجید نے بہت قوت اور صراحت کے ساتھ اعلان کیا ہے:

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتومنون باللہ

(آل عمران ۱۱۰)

"(اے پیروانِ دعوت ایمان) تم تمام امتوں میں "بہتر امت" ہو جو لوگوں (کی رہنمائی واصلاح) کے لیے ظہور میں آئی ہے۔ تم نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ پر سچا ایمان رکھنے والے ہو"۔

دوسری جگہ کہا گیا ہے:

وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس (البقرہ ۱۴۳)

"اور اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک امت وسط بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو"۔

اس لیے اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ اس امت کی جگہ قافلہ کے پیچھے اور شاگردوں اور حاشیہ برداروں کی صف میں ہو اور وہ دوسری اقوام کے سہارے زندہ رہے اور قیادت ورہنمائی، امر ونہی اور ذہنی وفکری آزادی کے بجائے تقلید اور نقل، اطاعت وسپر اندازی پر راضی اور مطمئن ہو۔ اس کے صحیح موقف کی مثال اس شریف، قوی الارادہ اور آزاد ضمیر شخص سے دی جاسکتی ہے جو ضرورت واحتیاج کے وقت دوسروں سے اپنے ارادہ واختیار سے وہ چیزیں قبول کرتا ہے جو اس کے حالات کے مطابق ہوں اور اس کی شخصیت اور خوداعتمادی کو مجروح نہ کرتی ہوں اور ان چیزوں کو مسترد کردیتا ہے جو اس کی شخصیت اور حیثیت کے مطابق نہ ہوں یا اس کو کمزور کرتی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اس قوم کو کسی دوسری قوم کے شعائر اور امتیازات اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(مسلم ممالک میں اسلام اور مغربیت کی کشمکش)